قراءات ونحو کے امام علی بن حمزہ الکسائی رحمۃ اللہ علیہ

# امام کسائی

ترجمہ و تلخیص
مولانا
محمد ادریس سلفی
فاضل مدینہ
یونیورسٹی

ہماری صحبت نشینی اور ادائیگی میں اغلاط؟ اگر جسمانی تھکاوٹ کا گفتگو میں اظہار کرنا ہے تو ''اعیت'' کہو جبکہ حیرت و عجز اور حیلہ گری سے عجز کا معاملہ ہے تو ''عییت بولو''

اس نوک ٹوک کا موصوف پر ایسا اثر ہوا کہ زندگی دو حصوں میں بٹ کر رہ گئی۔ ان کلمات سے پہلے کی زندگی اور بعد کے شب و روز اب تو احوال ہی بدل گئے۔ یہ واقعہ کسائی کے ساتھ بڑھاپے کی زندگی میں پیش آیا ایک دن موصوف تھکے ماندے اپنے دوستوں کے پاس پہنچے اور بولے ''قد حییت''

سب نے حیر سے اس کی عربیت کا مذاق اڑایا اب موصوف کو معلوم نہیں کیا سہو ہوا۔ چنانچہ ان سے پوچھ ہی لیا ''میں نے کیا غلطی کی ہے؟ اور کیسے ازالہ ہو سکتا ہے؟ یہ دریافت کرتے وقت اس خفت کا احساس اسے کھائے جا رہا تھا۔ ساتھ ہی اس وقت اس نے زبان کی درستگی اور فصیح کلام کی تعلیم کا عزم صمیم کر لیا۔

دوستوں نے کہا اس وقت نحو کا استاد ''معاذ الہراء'' ہے جس سے اعراب درست کیا جا سکتا ہے اب تو استاذ تھا اور علی بن حمزۃ اس کے ساتھ سایہ کی طرح رہا تھا تا آنکہ استاذ گرامی سے نحو جس قدر انہیں میسر تھی حاصل کر لی۔

یہ عظیم شخصیت، بلند پایہ نحوی اہل کوفہ کا امام القراءات علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بھمن بن فیروز الاسدی سے جو ''کسائی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

اس کے دوستوں کی ایک بات ایک کلمۃ ایک آدمی کی زندگی تبدیل کر گیا اور لغت عربی کے احیاء کیلئے تاریخ کو نابغہ روزگار شخصیت فراہم کر گیا۔ اس کے اندر علم کی ایسی پیاس پیدا کی جو عرصہ دراز تک ہل من مزید کا رٹا لگاتی ہے۔''

''معاذ الہراء'' سے خصوصی علم کی یہ چاہت مزید بڑھی تو بصرہ کا رخت سفر باندھا تا کہ امام نحو ''خلیل'' سے زانوئے تلمذ طے کرے تدبر، تعمق اور انتہائی سنجیدگی سے علم کے موتی چن رہا تھا کہ آج پھر کسی نے ایک بات کر دی۔ ترکت اسد الکوفۃ وتمیمہا وعندہا الفصاحۃ وجئت الی البصرۃ'' موصوف نے بڑے ادب سے استاذ سے پوچھا ''من این اخذت علمک ھذا''

جواب ملا حجاز تھامہ اور نجد کی بستیوں سے۔علم کے پیاسے نے ان بستیوں کا رخ کر لیا اور پھر حفظ اور یاد کرنے کے ساتھ ساتھ 15 پندرہ بوتل سیاہی لکھ لکھ کر ختم کر چکا تو واپس ہوا۔

اور پھر سیدھا بصرہ میں ''خلیل'' کے پاس گیا لیکن نہ تو بصرہ وہ بصرہ تھا اور نہ علی بن حمزہ پہلا علی تھا اس کا حافظہ بھی اب علم سے ثمر بار تھا اور مکتوب کا وزن بھی ساتھ ساتھ بھاری تھا۔

اب بصرہ خلیل بن احمد'' سے محروم ہو چکا تھا جو بصرۃ اور کوفہ کا استاذ اور نحو ولغت کا امام وقت تھا۔

چنانچہ خلیل کے وارثِ علم اور گدی نشیں یونس بن حبیب البصری کا حلقہ علم عروج پر تھا۔تو موصوف اس کے حلقہ درس میں بیٹھ گئے کیا آج یونس بن حبیب کا یہ شاگرد سابقہ دور کا شاگرد تھا؟ ہر گز نہیں اس کے پاس آج معاذ الهراء کا علم، خلیل کا فہم وادراک اور عرب کے بادیہ نشینوں کی فصاحت و بلاغت' آج اس کی زبان سابقہ اغلاط سے پاک' کلام میں فصحاء و بلغاء کا سا لہجہ ضرب الامثال حکمت کے اقوال سے قلب وذہن مزین تھا۔

اب کا شاگرد نئے استاذ یونس بن حبیب سے ہم پلہ' علم رکھنے والی شخصیت کی سی گفتگو کرتا ہے کئی مسائل کئی کئی روز تک زیر بحث رہنے لگے استاذ اس عظیم شاگرد کے علم ومعرفت کا کھلے دل سے معترف ہوا۔

## لقب کسائی

کساء یعنی چادر میں احرام باندھ رکھا تھا اس کی نسبت سے کسائی کہلائے یہ بھی منقول ہے کہ امام القراءات حمزۃ الزیات جس مسجد میں پڑھاتے موصوف ایک چادر اوڑھے حاضر ہوتے جس کی بنا پر کسائی کہلائے۔اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں

یہ لقب ہی خصوصاً بعد موت موصوف کی معرفت بن گیا۔ہاں تو جستجو' کمال کی سنجیدگی' وافر علم کے ساتھ ساتھ اب اس کی شہرت کے کئی اسباب بھی پیدا ہونے لگے۔

خلیفہ ہارون رشید کے والد گرامی مہدی کو ہارون رشید کیلئے مؤدب و معلم مطلوب تھا ایک جلیل القدر معلم کو دعوت دی مہدی مسواک کر رہا تھا۔کہنے لگا۔

کسی کو مسواک کرنے کا کہنا ہو تو کیا کہیں گے۔وہ بولا ''استک یا امیر المؤمنین''

مہدی نے سن کر کہا۔انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر کہنے لگا اس کی نسبت زیادہ فہم وفراست والا شخص تلاش کرو۔حاضرین نے مشورہ دیا کوفہ کا ایک عالم علی بن حمزہ الکسائی ہے جو حال ہی میں بستیوں سے لب ولہجہ اور خالص عربی لے کر لوٹا ہے۔مہدی

نے کہا اسے فوراً لایا جائے۔
کسائی کو مہدی تک لے آئے مہدی نے کہا اے علی بن حمزہ۔
جواب ملا۔ لبیک یا امیر المؤمنین۔
مہدی نے سابقہ سوال پیش کیا کہ آپ نے مسواک کا کہنا ہو تو کیا کہیں گے۔
کسائی نے کہا ''سک یا امیر المؤمنین۔

مہدی نے کہا بہت خوب' صحیح کہا' اور ساتھ ہی دس ہزار درہم کا انعام دیا۔ پھر کیا ہوا تقدیر کا فیصلہ تھا کہ اب کسائی ہارون الرشید یعنی امیر المؤمنین کے صاحبزادہ کا معلم و مؤدب مقرر ہو گیا۔ بعدازاں خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ رہا بلکہ اس کے دونوں بیٹوں الامین و مامون کا بھی مؤدب رہا۔

حالات کا نشیب فراز دیکھیں جو شخص کل دوستوں کی جانب سے گفتگو درست کرنے کا طعنہ قبول کر رہا تھا آج فصاحت و بلاغت کا معلم ٹھہرا ہے۔ گذشتہ روز جسے سیکھنے کا مشورہ مل رہا تھا آج وہ کلام کے ''درست غیر درست کیلئے حجت اور اس کا قول قول فیصل قرار پا رہا ہے۔ یہ سب علم کا کمال ہے اسے جو بھی اپنائے وہی زمانہ کا امام ہے۔

بقول شاعر

رایت العلم صاحبه شریف وان ولدته آباء لام

ولیس یزال یرفعه الی ان یعظم قدره القوم الکرام

ترجمہ: میں نے اس حقیقت کو جان لیا کہ علم والا معزز ہوتا ہے۔ اگر چہ اسے جنم دینے والے والدین ادنیٰ درجہ کے ہوں۔ اور علم مسلسل اس شخص (عالم) کو بلند کرتا ہے۔
یہاں تک کہ قوم کے معززین بھی اسے عظیم القدر تسلیم کر لیتے ہیں۔

خلیفہ مہدی کے بعد ہارون الرشید خلیفہ بنا تو اس کا مقام مزید بڑھ گیا کیونکہ کسائی اس کا مربی اور استاذ ہے بعض لوگوں کو خلیفہ کے نزدیک کسائی کے اس مقام پر اندر ہی اندر حسد و رشک پیدا ہوا مروی ہے کہ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کہا کرتے تھے۔ عرب کی کلام سے متعلق کچھ معلومات کے سوا اس کے پاس کیا خوبی ہے؟ کسائی کو بھی یہ بات پہنچ گئی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دونوں امام خلیفہ کے پاس موجود تھے۔ امام کسائی نے قاضی صاحب سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا ''انت طالق طالق طالق'' تو آپ کا کیا خیال ہے اس کے متعلق؟ قاضی صاحب نے جواب دیا ایک طلاق واقع ہو گئی۔
امام کسائی نے پھر دریافت کیا اگر کہے ''انت طالق اوْ طالق اوْ طالق''

قاضی صاحب نے کہا۔ایک طلاق ہوگئی۔
تو کسائی نے تیسری بار پوچھا اگر کہے انت طالق ثم طالق ثم طالق؟
قاضی صاحب فرمانے لگے ایک طلاق ہوگئی۔
موصوف نے چوتھی مرتبہ سوال کیا اگر کہے انت طالق و طالق و طالق
قاضی صاحب نے فرمایا ایک طلاق ہوگئی۔

اب امام کسائی کہنے لگے "یا امیر المؤمنین اخطا یعقوب فی اثنتین و اصاب اثنتین" اس گفتگو کا مقصد قاضی ابو یوسف کو یہ جتلانا تھا کہ آپ جس عہدہ قضا پر فائز ہیں یہ نحو کے علم کا محتاج ہے۔ جو فقہ کا سوال بار بار کیا اس کا جواب صرف نحو سے معلوم ہو سکتا تھا۔ موصوف جب بھی قاضی صاحب سے مناظرہ کرتے یہی انداز اپناتے پھر آہستہ آہستہ قاضی صاحب لغت اور نحو کی اہمیت کے معترف ہوگئے۔

امام کسائی نے جب واضح کر دیا کہ نحو سے عدم معرفت پر قاضی صاحب جواب میں خطا کر گئے ہیں تو اس کا صحیح جواب نحوی قواعد کے اعتبار سے دینے لگے۔

چنانچہ فرماتے ہیں انت طالق طالق طالق سے ایک ہی واقع ہوگی کیونکہ بعد میں طالق طالق سابقہ کی تاکید ہی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے انت قائم قائم قائم۔

انت کریم کریم کریم.

رہا یہ کہنا "انت طالق او طالق او طالق" اس میں انت طالق سے ایک واقع ہوگئی۔ جو اس نے بالیقین کہی۔ بقیہ او شک کی بنا پر کہا گیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ انت طالق ثم طالق ثم طالق۔ یہ تینوں واقع ہو گئیں کیونکہ عطف کا کلمہ استعمال ہوا ہے ایسے ہی انت طالق و طالق و طالق بھی ہے۔

قاضی صاحب چونکہ ایک بار دی گئی تینوں طلاقوں کے قائل تھے جو زمانہ نبوی اور خلافت صدیق کے بعد سیاسی حکمت عملی کے تحت فرمان جاری ہوا تھا اس لیے امام کسائی نے انہیں ان کے نظریہ پر وقوع طلاق سے باخبر کیا۔ جس کی سمجھ لغت عربی کے استعمال اور نحوی قواعد کی شناخت کے بغیر ناممکن تھی امام کسائی نے علم کیلئے اپنے سفر سے بہت کچھ حاصل کیا دوستوں کا اسے غلطی پر تنبیہ کرنا اس کیلئے متنوع علوم کے حصول کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور صرف لغت و نحو پر اکتفا نہ کیا۔

امام کسائی کے جامع العلوم ہونے پر ایک واقعہ کافی ہے جسے "وفیات الاعیان" کے مؤلف نے بجستانی سے بیان کیا ہے۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ محمد بن الحسن الازدی کہتے ہیں ابو حاتم نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ہاں اہل کوفہ

میں ایک انتہائی پارسا گورنر مقرر ہوا۔ میں بھی سلام کیلئے گیا۔ تو مجھ سے پوچھا۔ ارے بجستانی بصرہ میں تمہارے علماء کون کون سے ہیں؟

میں نے کہا اصمعی کے علوم کا بڑا ماہر الزیادی ہے نحو کا سب سے بڑا عالم المازنی ہے سب سے بلند پایہ فقیہ ہلال الراءی ہے۔ سب سے بڑا محدث الشاذ کونی ہے۔ علوم القران میں مجھے مہارت حاصل ہے۔ محکمانہ معاملات کا بہتر کاتب ابن الکلبی ہے۔

راوی کہتا ہے گورنر نے اپنے منشی کو آرڈر دیا کہ کل تمام کو میرے پاس اکٹھے بلاؤ۔

ابوحاتم بیان کرتے ہیں کہ ہم سب اگلے روز وہاں جمع تھے۔ گورنر نے گفتگو شروع کرتے ہی پوچھا آپ میں سے مازنی کون ہیں ابوعثمان المازنی نے کہا میں حاضر ہوں' گورنر نے سوال کیا طہارت کے کفارہ میں کانا غلام آزاد کرنا درست ہے؟ مازنی نے جواب دیا میں فقہ کا عالم نہیں ہوں میں تو لغت عربی سے واقفیت رکھتا ہوں۔

گورنر دوسرا سوال زیادی سے کیا۔ تم بتاؤ ایک خاوند سے اس کی بیوی کے حق مہر کے 1/3 ثلث پر خلع کا معاہدہ لکھنا کیسے لکھا جائے گا۔

زیادی نے جواباً کہا یہ میرا فن نہیں بلکہ ہلال الرائی کا موضوع ہے

اب گورنر نے ہلال الرائی سے پوچھا کہ ابن عون نے حسن سے کتنی روایات مسند بیان کی ہیں؟ اس نے جواب دیا یہ فن تو الشاذ کونی کا ہے میرا نہیں۔

اب گورنر سے شاذ کونی سے سوال کیا تثونی صدورہم'' کس کی قراءت ہے شاذ کونی بولا یہ ابوحاتم سے دریافت کریں میرا یہ تخصص ہی نہیں اب گورنر نے ابوحاتم سے پوچھا ''امیر المؤمنین کو مطلع کرنا ہے کہ اہل بصرہ کے یہ امتیازات ہیں ان کے پھلوں کو بیماری لاحق ہوگئی ہے ان سے درخواست کریں اہل بصرہ سے تخفیف بھی کی جائے اور مہلت بھی دی جائے۔

میں نے عرض کیا میں نہ اہل بلاغت سے ہوں اور نہ منشی کا فن جانتا ہوں بلکہ میں تو علوم قران سے واسطہ رکھتا ہوں۔

اب گورنر گویا ہوا یہ بات کس قدر قبیح ہے کہ ایک شخص پچاس سال تک علم حاصل کرے اور پھر صرف ایک فن ہی جانتا ہو۔ جب اس سے اس فن کے سوا پوچھا جائے اسے اس کی ابجد تک معلوم نہ ہو جبکہ ہمارے ہاں کوفہ میں ایک عالم امام کسائی ہیں ان سے اگر ان تمام علوم سے متعلق سوال کیا جائے تو تمام کے جوابات سے نوازیں گے علی بن حمزہ الکسائی خلیفہ ہارون رشید کے ہاں انتہائی قدر و منزلت اور

ثقاہت واعتبار کا مقام رکھتے تھے ان کا اپنا بیان ہے کہ ایک روز ہارون رشید میری اقتداء میں نماز پڑھ رہا تھا عمدگی کی بنا پر قرات میں مجھے عجب وغرور سا لاحق ہوا چنانچہ مجھ سے قراءت میں ایسی غلطی ہوگئی جو کبھی بچے سے بھی نہ ہو۔ میں نے بے سمجھی میں ''لعلہم یرجعون'' کی بجائے ''لعلہم یرجعین'' پڑھا۔ بخدا ہارون کو یہ جرات نہ ہوئی کہ مجھے کہے تم غلطی کر گئے ہو بلکہ جب میں نے سلام پھیرا تو خلیفہ کہنے لگا ''یا کسائی ای لغۃ ہذہ'' میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین قد یعثر الجواد'' کبھی عمدہ گھوڑا بھی (لڑکھڑا جاتا ہے۔) گر جاتا ہے۔ ہارون الرشید نے بس یہ کہا اچھا یہ بات ہے۔

امام کسائی صرف قاضی ابو یوسف اور یونس بن حبیب البصری سے مناظرے نہیں کرتے تھے۔ بلکہ دیگر بہت سے علماء کرام سے ان کے بڑے علمی مناظرے مباحثے تاریخ میں ملتے ہیں۔

جس طرح کسائی بالاخر امین الرشید کا مؤدب ٹھہرا تھا تو اسی طرح ''الیزیدی'' مامون الرشید کا مؤدب تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہارون الرشید نے کسائی اور ابو محمد الیزیدی کو اپنی مجلس میں بحث ومباحثہ کیلئے مدعو کیا چنانچہ الکرمانی نے ایک شعر پر دونوں کی رائے طلب کی۔

**مارا ینا خر بأ ینفر عنه البیض صقر   لا یکون العیر مهر الایکون المهر مهر**

کسائی نے کہا۔ المہر کان کی خبر ہونے کی بنا پر منصوب ہوگا۔ لہٰذا شعر میں اقواء ہے

اقواء خاص اشعار میں اصطلاح ہے کہ دوسرے مصرعہ کا آخر کلمہ پر اعراب پہلے کلمہ کے آخر میں کلمہ کے اعراب جیسا نہ ہو

ابو محمد الیزیدی نے کہا شعر درست ہے کیونکہ دوسرے ''لا یکون'' پر کلام مکمل ہو چکی ہے اور المہر مہر'' الگ کلام ہے

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی ٹوپی اتاری اور زمین پر زور سے پٹخ دی اور کہا میں ''ابو محمد'' ہوں

کسائی نے کہا امیر المؤمنین کے ہوتے ہوئے (فخر کے طور پر) کنیت سے اپنا تذکرہ کر رہے ہو؟

ہارون الرشید نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کسائی کی خطاء مگر اس کا عمدہ ادب اختیار کرنا مجھے تیری بے ادبی کے ساتھ درستگی سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

یزیدی نے کہا امیر المؤمنین فتح وکامیابی کی چاشنی نے مجھے مجلس کے آداب کا تحفظ بھلا دیا۔

ہارون الرشید نے اس پر یزیدی کو مجلس سے نکال دیا اس کے باوجود ابو محمد الیزیدی امام کوفہ کسائی سے بغض وکینہ ہرگز نہ روا رکھتا تھا بلکہ کسائی کا مقام ومرتبہ اور علمی تفوق ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتا تھا۔

'قاضی محمد بن محمد الحسن اور کسائی جب خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ رے کی جانب سفر اختیار کر کے گئے جو ان کا آخری سفر ثابت ہوا۔ تینوں ہی رے سے خراسان جا رہے تھے کہ ''رنبویہ'' بستی میں قاضی صاحب اور امام نحو و قراء ت کو موت نے آ گھیرا۔ ہارون الرشید نے کہا'

''دفنا الفقہ والنحو بالری''

ہم نے فقہ اور نحو دونوں کو رے میں دفن کر لیا۔

امام کسائی کی وفات جب ابو محمد الیزیدی کو معلوم ہوئی تو انہوں نے انتہائی حزن و ملال کا اظہار کرتے ہوئے قصیدہ کہا۔

ترجمہ؛ تم دنیا سے کٹ گئے ہو یہاں کسے دوام ملا ہے

یہاں جو رونق نظر آ رہی ہے بہت جلد اختتام پذیر ہو گی۔ مجھے قاضی القضاہ محمد پر بڑا دکھ پہنچا ہے۔

میرے آنسو جاری ہیں اور دل غمگین ہے۔

میں نے سوچا کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آئے گا

آپ تو دنیا سے منہ موڑ چکے ہیں اس کی وضاحت ہمارے لیے اب کون کرے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے کسائی کی موت بھی دکھ میں مبتلا کیے ہوئے ہے۔ وسیع و عریض زمین میرے لیے سرکتی محسوس ہو رہی تھی وہ دونوں عالم دنیا سے ناپید ہو چکے مر مٹے اب جہانوں میں ان جیسا عالم کہاں۔

جب بھی دل پر کبھی کوئی غم واقع ہو گا

ان کا غم تا حیات تازہ ہوتا رہے گا۔

خلیفہ ہارون الرشید نے یہ اشعار سنے تو کہنے لگا

ارے بصری تو نے بہت خوب کہا' زندگی میں تو اس پر ظلم روا رکھتا رہا مگر موت کے بعد اس سے متعلق واقعی تو نے انصاف سے کام لیا ہے۔

ایک عالم کی نسبت ہم نے کوفہ' بصرہ بغداد اور رے کے شہروں' حجاز' نجد تھامہ کی وادیوں کے تذکرے کیے جو نحو' لغت اور قراء ت میں کوفہ بلکہ مشرق و مغرب کے اہل اسلام کا امام تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت و مغفرت کے بادل برسائے اور اس کے علم سے ہمیں انتفاع کی توفیق بخشے۔

حواشی؛۔ تاریخ بغداد 348/13۔ وفیات الاعیان 432/2 العبر فی خبر من غبر 234/1